مرثیہ

دعااور صحیفۂ کاملہ

(تعداد بند:۱۰۵)

شاعرِ اہلبیتؑ مولوی سید قائم مہدی نقوی سآحر اجتہادی کراچی، پاکستان

(۱)

خلقت کا ایک رازِ پراسرار ہے بشر
شبنم مزاج ہے تو شرر بار ہے بشر
گاہے خزف، گہے درِ شہوار ہے بشر
ہے شاخِ گل کہیں، کہیں تلوار ہے بشر
مجبوریوں کی حد میں جو مختار ہوگیا
اپنی انا میں آپ گرفتار ہوگیا

(۲)

خلقت میں اس کی ہوگئے یکجا جو خاک و باد
ہے خاکسار ہو کے ہوا و ہوس نہاد
ہے آگ بھی جو عنصرِ طبع جنوں نژاد
آتش مزاجیوں سے طبیعت میں ہے فساد
پانی جو تین ثلث ہے اس کے وجود میں
کشتیٔ جاں رواں ہے یمِ ہست و بود میں

(۳)

یہ شعلہ و شرر بھی ہے، آب و حباب بھی
خو میں صبا مزاج بھی صرصر رکاب بھی
اک مشتِ خاک و ذرۂ بے آب و تاب بھی
برجِ شرف میں آئے، تو ہے آفتاب بھی
چاہے تو دیوِ نفس کو دم میں پچھاڑ دے
گر سرکشی پہ آئے تو دنیا اجاڑ دے

(۴)

لازم جو تھا کہ چاروں عناصر کا یہ قوام
اک اعتدال وحسنِ تناسب کا ہے جو نام
اس حسن سے ہو احسنِ تقویم لا کلام
جیسے شرابیں مل کے بڑھاتی ہیں کیفِ جام
لازم ہے اعتدال میں بیشی کمی نہ ہو
کیا لطف گر سلیقہ سے محفل جمی نہ ہو

(۵)

رکھنا تھا جو درست عناصر کا یہ قوام
خلاقِ جز و کل نے کیا اس کا انتظام
بھیجے طبیب حاذق و شافی و نیک نام
وہ جن کے آستاں تھے شفا خانۂ عوام
لائے تھے اپنے ساتھ جو نسخے علاج کے
حکمت میں فرد تھے وہ معالج سماج کے

(۶)

نسخے علاجِ روح کے تھے اتنے کامیاب
ہونے نہ دیں قوام عناصر کو جو خراب
مٹی کا ہو جمود کہ پانی کا اضطراب
شہ زوریاں ہوا کی کہ آتش کا التہاب
آئے نہ فرق ان کے جلال و جمال میں
اپنی جگہ رہیں یہ حدِ اعتدال میں

(۷)

عنصر ہوا کا مائل حرص و ہوا نہ ہو
پانی حیات بخش ہو ، سیلِ بلا نہ ہو
مٹی سے انکسار کا جوہر جدا نہ ہو
انساں غرور و کبر سے خود کبریا نہ ہو
آتش بھڑک کے لائے نہ راہِ فساد پر
مائل کرے یہ نفس سے اس کو جہاد پر

(۸)

اس کے لئے طبیب خدا نے جو چن لئے
آدمؑ سے تا بہ ختم رسلؐ سب نبی ہوئے
واقف انہوں نے کر کے گناہ وثواب سے
انسان کو فلاح کے رستے دکھا دیئے
یہ تا کہ باخبر ہو عمل کے مآل سے
اس کے قدم ہٹیں نہ رہِ اعتدال سے

(۹)

آئے صحیفے لے کے جو دنیا میں انبیاءؑ
نسخہ علاجِ روح کا اک اک تھا بے بہا
لیکن بدلتے دور میں جوں جوں مرض بڑھا
تو اک کے بعد دوسرا نسخہ عطا ہوا
توریت سے جو معصیتوں کی دوا ملی
انجیلؑ سے ہر ایک طرح کی شفا ملی

(۱۰)

عیسیٰؑ نے گر طریقِ ہدایت بتا دیئے
مردے بھی ایک نسخہ قم سے جلا دیئے
لوگوں نے جب یہ سارے طریقے بھلا دیئے
قرآن نے نجات کے رستے دکھا دیئے
گو ہر کتاب اپنی جگہ لاجواب ہے
قرآن ان کتابوں میں ام الکتاب ہے

(۱۱)

ذہنِ بشر سے شر کو مٹاتی ہے یہ کتاب
آتش مزاجیوں کو بجھاتی ہے یہ کتاب
انساں کو خاکسار بناتی ہے یہ کتاب
حرص و ہوا کے قصر کو ڈھاتی ہے یہ کتاب
جتنے بھی نسخے آئے ہدایت کے باب میں
سب کا نچوڑ آگیا ام الکتاب میں

(۱۲)

اب بھی جو معصیت پہ ہو مائل کوئی بشر
اب بھی اگر لذائذِ دنیا پہ ہو نظر
اب بھی بشر میں کروٹیں لیتا رہے جو شر
اب بھی جو عنصر آگ کا حاوی ہو خاک پر
مجبور ہو کے اس سے بشر جو خطا کرے
پھر بہرِ مغفرت وہ کہاں جائے کیا کرے

(۱۳)

ہے خالقِ بشر تو مگر رحمت تمام
وہ جانتا تھا ہے جو عناصر کا یہ قوام
اس کو بگاڑنا ہی ہے ابلیسیت کا کام
اس واسطے خدا نے کیا یہ بھی انتظام
خود عفو کی طلب کا طریقہ سکھا دیا
انسان کو دعاؤں کا نسخہ بتا دیا

(۱۴)

خالق نے دی جو حضرت داؤد کو زبور
اس میں فقط دعائیں تھیں اللہ کے حضور
جس سے کھلا یہ راز یہ ہر بندہ غفور
دل سے کرے دعا تو ضرر سے بچے ضرور
جب وہ زبور آئی تھی وہ دور اور ہے
اب یہ زبورِ آلِ محمدؐ کا دور ہے

(۱۵)

اے دل، جو فکرِ عفو و گناہ و قصور ہو
ذکرِ زبورِ آلِ محمدؐ ضرور ہو
جاری سبیل رحمتِ رب غفور ہو
سب کو حصول لذتِ کیف و سرور ہو
ہر سطر ہو جو موجِ شرابِ ولا مجھے
اک اک ورق صحیفہ کا ہو میکدا مجھے

(۱۶)

صلِّ علیٰ، وہ میکدۂ حق کا در کھلا
اللہ کے کرم کی اٹھی جھوم کر گھٹا
بس اب خدا کے نام سے ہو دور ساقیا
جامِ دعا میں مجھ کو مئے مغفرت پلا
چھینٹوں سے جس کے سرد شرارِ عذاب ہو
منبر پہ جو پیئوں تو زیادہ ثواب ہو

(۱۷)

ساقی، خدا کے نام پہ جام ولا پلا
نشہ اتر رہاہے ، بس اب جلد لا ، پلا
جب تک ہے معصیت کا مری سلسلہ، پلا
رحمت بھی کہہ رہی ہے کہ ہاں ہاں پلا پلا
ساغر مئے کرم کے بصد اہتمام دے
اک اک گناہ پر اسے ایک ایک جام دے

(۱۸)

ساقی، یہ میکدہ ، یہ صحیفہ دعاؤں کا
ایک ایک حرف جس کا ہے جام مئے ولا
ہر سطر موج بادۂ عرفان کبریا
پی کر جسے معاف ہو رندوں کی ہر خطا
کیوں صرف ساغرِ مئے عرفاں کہیں اسے
جائز ہے گر دعاؤں کا قرآں کہیں اسے

(۱۹)

واللہ ، کیا صحیفۂ کامل ہے یہ کتاب
حق کے نصاب عفو میں داخل ہے یہ کتاب
سوز و گداز قلب کا حاصل ہے یہ کتاب
دل ہے شکستہ ناؤ تو ساحل ہے یہ کتاب
قرآں کا حاشیہ ہے ، ہدایت شعار ہے
یہ منزل تقربِ پروردگار ہے

(۲۰)

اس کی دعاؤں میں مئے عرفاں کا ہے مزا
اک جاودانہ کیف یہ کردیتی ہے عطا
دیتی ہے یہ خدا سے تکلم کا حوصلہ
کوئی بھی اس وسیلے سے مانگے اگر دعا
خالق زباں کو اس کی وہ حسن مقال دے
لفظوں میں جو نزاکت احساس ڈھال دے

(۲۱)

اس میں بھی ہے یہ حکم کہ انساں دعا کرے
اور بدگمان ہو نہ دعا کے مآل سے
دستک جو بار بار کوئی در پہ آ کے دے
دروازہ کھل ہی جاتا ہے سائل کے واسطے
ہاں، شرط ہے دعا میں خضوع وخشوع ہو
پوری طرح خدا کی طرف دل رجوع ہو

(۲۲)

قرآں میں بھی خدا نے یہ ارشاد کردیا
کرتا ہوں میں قبول جو مانگے کوئی دعا
ہے کون بے نواؤں کی سنتا ہے جو نوا
ادعونی استجب لکم اس نے ہی تو کہا
جب تو دعا عبادتِ ربِ غفور ہے
اس سے نہ مانگنا بھی دلیلِ غرور ہے

(۲۳)

حمدِ خدا بھی ایک وسیلہ دعا کا ہے
نعت نبیؐ بھی ایک وظیفہ دعا کا ہے
مدحِ علیؑ بھی ایک طریقہ دعا کا ہے
مدحت نبیؐ کی آلؑ کی نسخہ دعا کا ہے
ہو مدح گر خدا و نبیؐ و وزیر کی
بھر جائے ایک آن میں جھولی فقیر کی

(۲۴)

ہم سے گناہگاروں کا تو اس میں ذکر کیا
خاصانِ کبریا کا بھی دستور ہے دعا
شیوہ اسے بناتے ہیں اپنا سب اولیا
کرتے ہیں اپنے رب سے دعا سارے انبیاءؑ
مستغنی اس سے کوئی نہیں شش جہات میں
سب مانگتے ہیں اس سے دعا کائنات میں

(۲۵)

تعلیم کی گئی ہمیں ہر کام میں دعا
عفوِ گناہ و رحمت و اکرام کی دعا
آلام میں دفعیۂ آلام کی دعا
اک اک نفس کی ہر سحر و شام کی دعا
حرفِ دعا قرار دلِ بے قرار ہے
وجہِ نزول رحمتِ پروردگار ہے

(۲۶)

کہہ کر ''اجیب دعوۃ الداع اذا دعان''[۱]
اپنی ربوبیت کی بتائی ہے اس نے شان
اب جو قبولیت کی طرف سے ہو بدگمان
دست دعا ہیں اس کے کہ ٹوٹی ہوئی کمان
یا تو یہ ہے دعا کا سلیقہ نہیں اسے
یا یوں کہوں خدا پہ بھروسہ نہیں اسے

(۲۷)

میں بھی گناہ گار ہوں اے ربِ ذوالجلال
جکڑا ہوا ہے میرا گناہوں میں بال بال
تڑپائے کیوں نہ دل کو ترے قہر کا خیال
ظاہر بظاہر ان کا جہنم ہی ہے مآل
لائق تو عفو کے مری کوئی خطا نہیں
میرے گناہ تیرے کرم سے سوا نہیں

(۲۸)

میں عاجز و حقیر ہوں ، تو قادر و عظیم
میں عاصی و ذلیل، ہوں تو راحم و رحیم
میں لقمہ جحیم ہوں تو خالقِ جحیم
میں بندۂ اثیم ہوں ، تو محسن و کریم
میری مجال! تجھ سے بغاوت کیا کروں
افسوس نفس آئے جو غالب تو کیا کروں

(۲۹)

تو پردہ پوشِ عیب ہے ، میرے گنہ چھپا
عصیاں پہ میرے ڈال دے رحمت کی تو ردا
مائل بہ عدل ہو تو مجھے آگ میں جلا
لیکن مرے رحیم، یہ تو رحم کی ہے جا
پروردگار ، تو نہ اگر رحم کھائے گا
مجھ کو ترے عذاب سے کون اب بچائے گا

(۳۰)

تو میری آرزوؤں کا مرکز ہے اے خدا
قرآن میں یہ تیری ضمانت ہے جا بجا
میں مانگوں تو قبول کرے گا مری دعا
جب تو مجھے ہوا یہ دعاؤں کا حوصلہ
اعمال پر نظر ہو تو بخشش محال ہے
تو بخش دے تو یہ کرمِ بے مثال ہے

---

(۱) پکارنے والے کی دعا سنتا ہوں جب وہ پکارتا ہے (قرآن مجید)

(۳۱)

یارب، مرے گناہوں کی زنجیر توڑ دے
حسنِ عمل سے فکر کے رشتے کو جوڑ دے
ساغر میں دل کے زمزم و کوثر نچوڑ دے
سوئے ہوئے مذاقِ سخن کو جھنجھوڑ دے
ہے فکر ذکرِ حضرتِ زین العبؑا مجھے
وہ جن کی اک عطا ہے یہ ذوقِ دعا مجھے

(۳۲)

حضرت کا ذکر میں کروں، مجھ کو کہاں یہ تاب
ذرہ کہاں زمیں کا ، کہاں حق کا آفتاب
بےعلم و بےہنر ہوں میں، وہ صاحب کتاب
وہ مالک بہشت ہے، میں خانماں خراب
منزل کو رہروان رہِ حق سے پوچھئے
ان کی فضیلتیں تو فرزدق سے پوچھئے

(۳۳)

وہ خانۂ اللہ ، وہ حجاج کا ہجوم
محوِ طوافِ کعبہ وہ حاجی علی العموم
شامی ولیِ عہد ہشامِ ذلیل و شوم
جس کے حشم خدم کی عرب میں تھی ایک دھوم
وہ چاہتا ہے ہو نہ طواف اس کا سب کے ساتھ
ہٹ جائیں اس کو دیکھ کے حاجی ادب کے ساتھ

(۳۴)

لیکن یہاں اسے کوئی گردانتا نہیں
پہچانتا بھی گر ہے تو پہچانتا نہیں
رعب و جلال اس کا کوئی مانتا نہیں
اس گھر میں کوئی اس کو بڑا جانتا نہیں
گھر میں خدا کے ایک غریب و امیر ہیں
ہوں بادشاہ بھی تو یہاں وہ فقیر ہیں

(۳۵)

رکن و حطیم تک نہ ہوا اس کا جب گذر
منبر پہ چڑھ کے بیٹھ گیا وہ زبوں سیر
کچھ تھا یہ انتظار کہ ہوں لوگ ادھر ادھر
پھر جائے وہ طوافِ حرم کو بکر و فر
کچھ یوں بھی اس کا اوج عرب دیکھتے رہیں
شاہی کا رعب و داب بھی سب دیکھتے رہیں

(۳۶)

ایسے میں آیا جانبِ رکنِ حطیم اب
اک باوقار مردِ خدا ہاشمی نسب
شاہِ حجاز، خسروِ دیں ، سیدالعرب
کون و مکاں میں فرد، زمانے میں منتخب
شانوں پہ اپنے بارِ امامت لئے ہوئے
پشتی پہ اعتبار رسالت لئے ہوئے

(۳۷)

یعنی امامِ وقت ، شہنشاہ بحر و بر
اک نور ایسا جس کی جبیں میں ہے جلوہ گر
کہہ اٹھیں جس کو حافظ شیراز دیکھ کر
من وجهك المنير لقد نورالقمر
سجدہ کا ہے نشان وہ جبینِ حضور پر
جیسے چراغِ نور فروزاں ہو طور پر

(۳۸)

عمامہ سر پہ ، بر میں قبا ، ہاتھ میں عصا
لب پر تبسمِ لبِ سردارِ انبیاءؑ
رخ پر جلال و دبدبۂ ضیغم خدا
ریحانِ فاطمہؑ گلِ گلزارِ مصطفیٰؐ
سجدے کا نقش رکن جسے چومنے لگے
موجِ نفس سے بادِ حرم جھومنے لگے

(۳۹)

کعبہ میں جب طلوع یہ مہرِ کرم ہوا
روشن تمام جلوۂ حق سے حرم ہوا
ظاہر امامِ وقت کا جب یوں حشم ہوا
ہر اک ادب سے صورتِ محراب خم ہوا
کعبہ کھل اٹھا قلبِ تولائی کی طرح
مجمع تمام چھٹنے لگا کائی کی طرح

(۴۰)

رستہ دیا ہر ایک نے ہٹ کر امامؑ کو
مولاؑ گئے بہ رکنِ حطیم استلام کو
میزاب نے بھی سر کو جھکایا سلام کو
آنے لگے پسینے ولی عہدِ شام کو
دیکھے یہ مرتبے جو حرم میں امامؑ کے
اب سانپ لوٹنے لگے دل پر ہشام کے

(۴۱)

گھبرا کے ایک شامیٔ بے دیں نے یہ کہا
یہ کون ہے کہ جس کا ہے ایسا یہ مرتبا
دیتا جواب اس کا ہشام اس کو کیا بھلا
تھا مصلحت شناس تو انجان بن گیا
بس یہ دیا جواب کہ میں جانتا نہیں
ہوگا کوئی بھی شخص ، میں پہچانتا نہیں

(۴۲)

سن کر ابو نواس فرزدق نے یہ جواب
محسوس اپنے دل میں کیا ایک پیچ و تاب
وہ افصحِ عرب وہ ثنا خوانِ بوتراب
کرنے لگا ہشام سے اس طرح سے خطاب
تو جانتا نہیں کہ یہ آقائے جونؑ ہے
آ، میں تجھے بتاؤں کہ یہ شخص کون ہے

(۴۳)

یہ وہ ہے جس کے نقشِ کفِ پا کو دیکھ کے
بطحا کی سرزمین اسے چومنے لگے
تو جانتا نہیں اگر اس کو تو جان لے
پہچانتے ہیں کعبہ و حل و حرم اسے
اس کا پسر ہے آج یہ کل کبریائی میں
تھا بہترین خلق جو ساری خدائی میں

(۴۴)

ایک پیکرِ طہارتِ کردار ہیں یہی
تطہیر کے شرف کے سزا وار ہیں یہی
ہر متقی کے سید و سردار ہیں یہی
نورِ نگاہِ احمدؐ مختار ہیں یہی
جب تک قلم رواں سرِ لوحِ دوام ہے
اس ذات پر خدا کا درود و سلام ہے

(۴۵)

نام ان کا ہے علیؑ، یہ ہیں بیٹے رسولؐ کے
پاتے ہیں سب امامؑ ہدایت حضور سے
ان کے چچا تھے جعفر و حمزہؓ جو شیر تھے
یہ بات سچ ہے ، ان کی ولا کی قسم مجھے
یہ ابنِ فاطمہؑ ہیں جو بنتِ رسولؐ ہیں
نسواں میں سیدہؑ ہیں لقب میں بتولؑ ہیں

(۴۶)

بیٹے ہیں یہ علیؑ کے جو تھے اشجع عرب
تھی ان کی تیغ تیغِ قضا ، جانتے ہیں سب
تو نے کہا جو اس سے برا قول ہی ہے کب
ہے کون ان کی مدح میں جس کے کھلیں نہ لب
اس کی طرف جو آپ بڑھیں جھومنے لگے
خود رکن بڑھ کے ان کے قدم چومنے لگے

(۴۷)

آتا ہے جب حطیم پہ ، یہ فخرِ روزگار
مس ہو کے ان سے کرتا ہے وہ آپ افتخار
ان کی جبیں سے نور ہدایت ہے جلوہ بار
مشرق میں جیسے مہرِ سحر تیرگی شکار
شجرہ کی زیب ہے جو رسولِؐ انام سے
سیرت کا حسن خود ہے عیاں ان کے نام سے

(۴۸)

تو ان کو جانتا نہیں حیرت تو ہے یہی
ہے روح و جانِ فاطمہؑ یہ دلبرِ علیؑ
نانا پر ان کے ختمِ رسالت خدا نے کی
سیرت بھی جن کی مثلِ عناصر کے پاک تھی
اس قول سے قریش کے کون آشنا نہیں
ان کے کرم کی کوئی حد و انتہا نہیں

(۴۹)

ہوتے ہیں مبتلائے مصیبت جو نامراد
بوجھ ان کا یہ اٹھاتے ہیں، کرتے ہیں ان کو شاد
شیریں شمائل ان کے ہیں، بخشش میں یہ جواد
سنتے ہیں گوشِ دل سے کلام ان کا حق نہاد
حسنِ کلامِ حق سے گہر رولتے ہیں یہ
جھڑتے ہیں پھول منہ سے اگر بولتے ہیں یہ

(۵۰)

روزِ ازل سے حق نے شرف کر دیئے عطا
جن کو قلم نے لوح پہ بہرِ سند لکھا
یہ ان کے دستِ جود و کرم میں جو ہے عصا
خوشبو اسی کی پھیلی ہے ہر سمت جا بجا
یہ وہ بلند بینی و عظمت نشان ہیں
اسلاف کا ہیں فخر ، بزرگی کی شان ہیں

(۵۱)

حلم و کرم کا حسن بھی ، زینت بھی ہیں یہی
غیظ آئے گر تو شیر ہے یہ ضیغمِ علیؑ
قہر و غضب سے ان کے قضا بھی ہے کانپتی
ایسا ہے پھر بھی خلق خدا میں کہیں کوئی
گردن پہ جس کی آپ کا بارِ کرم نہیں
احسان میں یہ اپنے بزرگوں سے کم نہیں

(۵۲)

عالی ہے طینت آپ کی ، اعلیٰ ہے مرتبا
وعدہ خلافی آپ کا شیوہ کہاں بھلا
دستِ عطا ہے آپ کا مصداقِ ہل اتیٰ
ان کے ہر اک ارادہ کی دانش پہ ہے بنا
عز و شرف نے ان کے بلندی وہ پائی ہے
جس تک کسی عرب نہ عجم کی رسائی ہے

(۵۳)

یہ دین ہے کہ مرکزِ الفت ہو ان کا گھر
یہ کفر ہے کہ ان سے عداوت کرے بشر
دامن سے آپ کے ہو تمسک نصیب اگر
وجہِ نجات ہو یہ سرِ حشر سر بسر
ابرِ کرم ہیں قحط میں ، رن میں دلیر ہیں
خوف آئے سامنے تو یہ صحرا کے شیر ہیں

(۵۴)

یہ اہلِ زہد و صاحبِ تقویٰ کے ہیں امامؑ
آتا ہے جب تجسس و تحقیق کا مقام
جب بہترین خلق کے بارے میں ہو کلام
لیتے ہیں سارے لوگ فقط آپ ہی کا نام
لازم ہے ذکر آپ کا ذکرِ خدا کے بعد
افضل یہی ہے تذکرہٗ کبریا کے بعد

(۵۵)

ان کی ولا مٹاتی ہے رنج و الم تمام
ہیں نعمتیں کنیز تو احسان ہے غلام
کوئی ہزار جود و کرم میں ہو نیک نام
وہ اس صفت میں خاک نشیں، یہ فلک مقام
فخرِ جہاں ہو ان کا جسے در نصیب ہو
جس پر کرم کریں وہ سکندر نصیب ہو

(۵٦)

زر ان کے پاس ہو کہ نہ ہو، فرق کچھ نہیں
دھارا کرم کا آپ کے رکتا نہیں کہیں
ان کے مکاں قریش میں ہیں نور آفریں
جیسے خزف کے ڈھیر میں ترشے ہوئے نگیں
آفت میں جو پناہ دیں، وہ مستقر ہیں یہ
در پیش مسئلے ہوں تو حکمت کے گھر ہیں یہ

(۵۷)

آئیں مصیبتیں جو صحابہ پہ بھی کبھی
ان کی مدد بھی بے شک و بے ریب انہوں نے کی
رہتی ہیں آنکھیں ان کی حیا سے جھکی ہوئی
اوروں کی آنکھیں جھکتی ہیں ہیبت سے آپ کی
موجِ تبسم ان کے لبوں پر اگر نہ ہو
ان سے کسی کو تابِ سخن عمر بھر نہ ہو

(۵۸)

کہتے ہیں لا فقط یہ تشہد کے باب میں
لفظ ''نہیں'' کو دخل نہیں اس جناب میں
غیر از تشہد ان کے کلام و خطاب میں
''لا'' بھی نعم ہے ان کی سخا کے نصاب میں
دستِ کرم سے آپ کے دریا وہ بہہ گیا
اک اک کو شکوہ تنگیٔ دامن کا رہ گیا

(۵۹)

جد آپ کے محمدؐ خیرالانام ہیں
سارے قریش میں جو ذوی الاحترام ہیں
اور دوسرے علیؑ ہیں جو اعلیٰ مقام ہیں
جو نائبِ رسولؐ ہیں، پہلے امام ہیں
عظمت پہ فتح مکہ کا محضر گواہ ہے
بدر و حنین و خندق و خیبر گواہ ہے

(٦۰)

حاصل جسے بھی معرفت اللہ کی ہوئی
ان کی ولا بھی حق کی طرف سے اسے ملی
گھر سے انہی کے ملتی ہے دنیا کو روشنی
جاگیر دیں کی ، دولتِ ایمان و آگہی
یوں مدح کی فرزدق شیریں کلام نے
تو شرم سے جھکا لیا سر اب ہشام نے

(٦۱)

یہ گفتگو ادھر تھی ، ادھر شاہِ ، ذی حشم
مصروف تھے طواف میں کعبہ کے دم بدم
کرتے رہے دعائیں بہ میزاب و ملتزم
مسرور و شاد ان کی زیارت سے تھا حرم
ہوتی رہیں ہوائیں فدا جھوم جھوم کے
خود رکن کھل اٹھا لبِ جاں بخش چوم کے

(٦۲)

خود یہ خدا کے گھر میں سراپا نیاز ہیں
مصروفِ ذکر صورتِ شاہِ حجاز ہیں
قدموں کے یہ نشان جو گلشن طراز ہیں
حجاج کو یہ نقشِ قدم جانماز ہیں
سجدے انہیں پہ کرتے ہیں سب کردگار کے
ہیں نقشِ پا کہ پھول کھلے ہیں بہار کے

(۶۳)

کعبہ میں آکے زائر و حجاجِ نیک نام
کرتے ہیں ملتزم پہ دعاؤں کا التزام
لیکن حطیم ان کی دعاؤں کا ہے مقام
کرتے ہیں آپ آکے خدا سے جہاں کلام
پردہ حرم کا تھام کے جب گڑگڑاتے ہیں
سوزِ دعا سے ارض و سما تھر تھراتے ہیں

(۶۴)

یہ خود امامؑ وقت ہیں ،عصمت مآب ہیں
اقوال ان کے معنیٔ ام الکتاب ہیں
سجدوں کی کائنات میں یہ انتخاب ہیں
یہ خود شفیع منزلِ یومِ حساب ہیں
زہد و ورع میں ان کا وہ اعلیٰ مقام ہے
اولیٰ کے ترک کا بھی تصور حرام ہے

(۶۵)

لیکن بلند کرتے ہیں دستِ دعا یہ جب
کرتے ہیں ایسی گریہ و زاری بصد تعب
حاضر ہو جیسے کوئی گنہ گار پیشِ رب
اور کر رہا ہے اپنے لئے مغفرت طلب
ہوتا ہے اب وہ نطق کا در باز دیکھئے
معصومؑ کی دعاؤں کا انداز دیکھئے

(۶۶)

ہیں لفظ میرے، آپ کا ہے مافی الضمیر
ہو عفو، گر خطا ہو کہ عاجز ہے یہ فقیر
مفہوم ہے دعا کا کہ اے سامع و بصیر
قائم، قدیم و قادر و حی، عالم و خبیر
جس کا شریک جس کا کوئی دوسرا نہیں
تو وہ خدا ہے اور تو کوئی خدا نہیں

(۶۷)

یارب ترے حضور ہے یہ میری التجا
تا درجۂ کمال ہو ایماں مجھے عطا
میرے عمل کو حسنِ عمل کی حدوں پہ لا
نیت بھی بہترین مجھے دے بہ انتہا
اخلاق کی بلندیاں کر دے عطا مجھے
عزت بھی دے غرور سے لیکن بچا مجھے

(۶۸)

میری خطائیں بڑھ گئی ہیں طولِ عمر سے
میں مستحق نہیں کہ معافی مجھے ملے
کچھ بھی تو میرے پاس نہیں ہے ترے لئے
واجب جو تیرے فضل کو میرے لئے کرے
خود میرا فیصلہ ہی جو میرے خلاف ہے
پھر تیرے فیصلے سے کسے اختلاف ہے

(۶۹)

سچ تو یہ ہے گناہوں نے دھوکہ دیا مجھے
اب کون ہے چھڑائے جو تیرے عذاب سے
تیرے حقوق مجھ پہ جو واجب ہیں، بخش دے
مشکل ہے کیا ترے لئے گر رحم تو کرے
محروم مغفرت سے تری گر رہوں گا میں
تیرے غضب کی آگ کو کیسے سہوں گا میں

(۷۰)

ہاتھوں کو جب یہ کرتے تھے پیشِ خدا بلند
اشکوں سے بھیگ جاتے تھے رخسارِ ارجمند
خوف خدا سے کانپتا تھا ان کا بند بند
جیسے بس اب حیات میں باقی نفس ہوں چند
جملے دعا کے اور جو دو چار ختم ہیں
بس اس کے بعد زیست کے آثار ختم ہیں

(۷۱)

دربار میں خدا کے ہو جو یوں بحالِ زار
کمزور و ناتوان و دل افگار و اشکبار
ناکردہ معصیت سے خجل اور شرمسار
خوفِ خدا سے لرزہ براندام و بے قرار
وہ آئے ہو کے قید جو دربارِ شام میں
پھر دیکھئے جلال یہ اس کے کلام میں

(۷۲)

دربار وہ یزید کا ، وہ اک ہجومِ عام
تھے سات سو تو کرسی نشیں سیکڑوں غلام
بد ہیبت و مہیب و جفاخو سیاہ فام
تیغ وسناں سنبھالے ہوئے صف بہ صف تمام
ہیبت ملوکیت کی دکھانے کے واسطے
شاہی کا رعب و داب جمانے کے واسطے

(۷۳)

قیدی بھی ایک گوشے میں کچھ تھے بحالِ زار
مخمور، اشک بار، رسن بستہ، بے قرار
یعنی جناب زینبؑ و کلثومؑ دل فگار
پھر اور اہلِ بیتِ رسولؐ فلک وقار
سجادِؑ زار بارِ قیادت لئے ہوئے
گردن کو وزنِ طوقِ گراں خم کئے ہوئے

(۷۴)

ایسے میں جب یزید کا نشہ سوا ہوا
چاہا کہ قیدیوں پہ زباں سے ہو اب جفا
اس طرح اک تو رعب بڑھے اقتدار کا
پھر اور یہ اسیر ہوں دہشت میں مبتلا
ہیبت سے جس کی یہ نہ زباں تک ہلا سکیں
رسوا ہوں اس طرح کہ نہ سر بھی اٹھا سکیں

(۷۵)

یہ سوچ کر یزید نے عابدؑ سے یہ کہا
دیکھا تمہارے ساتھ خدا نے یہ کیا کیا
بیعت نہ کی حسینؑ نے میری تو کیا ملا
شکر اس خدا کا جس نے انھیں قتل کردیا
سمجھا تھا وہ یہ دیکھ کے حالت امامؑ کی
دہشت سے ان کو تاب نہ ہوگی کلام کی

(۷۶)

اس کو خبر نہ تھی کہ یہ نسلاً دلیر ہیں
بچوں سے جس کے ارزق واژدر بھی زیر ہیں
یہ کیا ڈریں گے، آپ یہ جینے سے سیر ہیں
جد ان کے شیرِ حق تھے، یہ شیروں کے شیر ہیں
سر جس نے حق پہ دے دیا، یہ اس کے لال ہیں
یہ شیر بیشۂ اسدِ ذوالجلال ہیں

(۷۷)

آتے ہی گفتگو یہ زبانِ یزید پر
بپھرا وفورِ غیظ میں حیدرؑ کا شیرِ نر
بولے ڈپٹ کے، بکتا ہے کیا، او زبوں سیر
الزام اپنے جرم کا اللہ پر نہ دھر
مارا ہے کب خدا نے شہِ مشرقینؑ کو
فوجوں نے تیری قتل کیا ہے حسینؑ کو

(۷۸)

میرے پدر نے تیرا کوئی حق نہیں لیا
فتنہ کوئی حسینؑ نے برپا نہیں کیا
تو نے کیا شہید جو بے جرم و بے خطا
ہاں، تو ہی ذمہ دار ہے قتلِ حسینؑ کا
لعنت خدا کی ان پہ ہو جو نابکار ہیں
میرے پدر کے قتل کے جو ذمہ دار ہیں

(۷۹)

جو ہو اسیرِ طوق و سلاسل، نحیف و زار
تلوار جس کے سر پہ کھنچی ہو، وہ حق شعار
یوں سامنے یزید سے جابر کے بار بار
کرتا تھا جھوٹ اہلِ حکومت کا آشکار
لہجہ علیؑ کا تھا جو لبِ حق شعار میں
اک شیر تھا کہ گونج رہا تھا کچھار میں

(۸۰)

دربار میں یزیدِ ستم گر کے سامنے
عابدؑ نے یوں جو اس کے مظالم بیاں کئے
اب تک جو قیدیوں ہی کو مجرم سمجھتے تھے
نفرت سے وہ یزید کو اب دیکھنے لگے
الزام قتلِ شہؑ کا جو ظالم کے سر گیا
چہرے کا رنگ اڑا جو ملمع اتر گیا

(۸۱)

دہشت سے تھا یزید کے چہرے کا رنگ زرد
رعب و جلال و دبدبہ سب ہوگئے تھے گرد
لرزہ تھا سارے جسم میں، تھے ہاتھ پاؤں سرد
کہتا تھا اضطراب کہ دل میں اٹھا ہے درد
عابدؑ نے ضرب تیغِ زباں کی لگائی تھی
یا ذوالفقار شیر خدا نے چلائی تھی

(۸۲)

دربار میں ہوا جو یزید اب ذلیل و خوار
عابدؑ کے قتل کا دیا حکم اس نے ایک بار
یہ سن کے بولے عابدِؑ مضطر بصد وقار
کیا قتل سے ڈراتا ہے تو او جفا شعار
ہم تو ہوئے ہیں خلق شہادت کے واسطے
تیار رہ تو حشر کی ذلت کے واسطے

(۸۳)

تقدیر میں جو اس کی تھیں رسوائیاں مزید
اب مسجدِ دمشق میں لایا انہیں یزید
منبر پہ آیا ایک خطیب اس کا زر خرید
کرنے لگا وہ طعن علیؑ پر بہت شدید
یہ سن کے اس دلیر کے تیور بدل گئے
گویا خدا کے شیر کے تیور بدل گئے

(۸۴)

فرمایا اس سے، بس ہو خموش او جفا شعار
او بد نصیب، کندۂ دوزخ، ذلیل و خوار
مخلوق کی خوشی کے لئے تو نے نابکار
اللہ کے غضب کو خریدا ہے، ہوشیار
او نامراد! تیری زباں رنگ لائے گی
اب جلد تجھ کو آتشِ دوزخ جلائے گی

(۸۵)

یہ سن کے ڈر گیا وہ خطیبِ خبیث رو
منبر پہ اب گیا یہ امامِ رسولؐ خو
نطق و بیاں کا فخر، فصاحت کی آبرو
حمدِ خدا سے ہوگئی آغاز گفتگو
برسے گہر زبانِ فصاحت نشان سے
قرآں کے حرف کھیل رہے تھے زبان سے

(۸۶)

فرمایا پھر کہ لوگو، خدائے قدیر نے
سخت امتحاں لیا ہے ہمارا بلاؤں سے
مخصوص ہیں ہمیں سے ہدایت کے سلسلے
ساری فضیلتیں ہیں ہمارے ہی واسطے
دشمن ہمارے قہر خدا سے قریب ہیں
لاریب سب کے سب یہ ہلاکت نصیب ہیں

(۸۷)

خلاق کائنات نے یہ چھ خصوصیات
ہم میں بہم کئے ہیں بطورِ مسلمات
ہیں علم و حلم و جود و سخاوت کے یہ صفات
پھر ہیں شجاعت اور فصاحت کے معجزات
پھر یہ کہ مومنین کو الفت ہمیں سے ہے
ایمان ہے اگر تو مودت ہمیں سے ہے

(۸۸)

ہم میں ہی سے تھا فخرِ نبوت تھا جو نبیؐ
صدیق تھے ہمیں میں ابو طالبؑ ولی
جعفرؑ کہ جن کو کہتے ہو 'طیار' تم سبھی
حمزہؑ ہیں سید الشہداؑ اور پھر علیؑ
شیرِ خدا ہیں ، فاتحِ بدر و حنین ہیں
بیٹے انہیں علیؑ کے حسنؑ اور حسینؑ ہیں

(۸۹)

سن لو کہ اُس قتیلِ جفا کا ہوں میں پسر
باطل کے آگے جس نے جھکایا نہ اپنا سر
آغشتہ اپنے خوں میں پڑا ہے جو خاک پر
جس کے حرم پھرائے گئے ہیں یہ در بدر
وہ فاطمہؑ کی جاں، دلِ احمدؐ کا چین ہے
سبطِ نبیؐ ہے ، اسمِ گرامی حسینؑ ہے

(۹۰)

اِس شان سے جری نے جو اعلانِ حق کیا
دکھلا دی ایک ایک کو آنکھوں سے کربلا
مسجد میں اب یہ سنتے ہی شورِ بکا ہوا
گھبرا گیا یزید ، دیا حکم اذان کا
رسوائی سے جو بچنے کی نیت اس آن تھی
ظاہر ہے یہ اذان سیاسی اذان تھی

(۹۱)

آیا اذاں میں جیسے ہی ختمِ رسلؐ کا نام
بولے خموش کرکے مؤذن کو یہ امامؑ
ہاں اے یزید، جن کو دیا حق نے یہ مقام
یہ تیرے جد تھے یا کہ مرے جد تھے لا کلام
بس اب صفیں نماز کی جو ٹوٹنے لگیں
نبضیں یزیدِ نحس کی خود چھوٹنے لگیں

(۹۲)

اب اس کے بعد قید کی ایذا تھی اور یہ شیر
زنداں تھا اور اہلِ حرم اور یہ دلیر
تھیں وہ مصیبتیں کہ تھے سب زندگی سے سیر
لیکن یزید کر نہ سکا حوصلوں کو زیر
آخر کو قید ہی میں سکینہؑ گذر گئی
منہہ رکھ کے سر پہ باپ کے مظلوم مر گئی

(۹۳)

دیکھا یزیدِ نحس نے یہ خواب ایک شب
روتے ہیں زار زار تڑپ کر رسولؐ رب
چونک اٹھا سوتے سوتے لرز کر وہ بدنسب
فوراً دیا یہ حکم کہ قیدی رہا ہوں سب
تا دور بے کسوں کی رہائی کا غل گیا
تقدیر کی طرح درِ زنداں بھی کھل گیا

(۹۴)

ہوکر رہا دمشق ہی میں لے کے ایک گھر
کی مجلسِ حسینؑ بپا سب نے بے خطر
ملنے کو آئیں ساری زنانِ وفا سیر
پرسہ دیا حسینؑ کا سر اپنے پیٹ کر
کچھ اور مجلسوں کا یونہی سلسلہ چلا
پھر کاروانِ غم یہ سوئے کربلا چلا

(۹۵)

زنداں سے چھوٹ کے جو حرم کربلا میں آئے
قیدِ ستم سے وادئ جور و جفا میں آئے
پھر بے نوا یہ نالہ بلب نینوا میں آئے
جس میں لٹے تھے، پھر اسی دشتِ بلا میں آئے
نظروں میں جو قیامتِ عاشور پھر گئی
ایک ایک غم نصیب پہ بجلی سی گر گئی

(۹۶)

نظروں میں پھر گیا وہ قیامت کا پھر سماں
جب چھوڑ کر مدینہ کو آئے تھے سب یہاں
دیکھا نظر اٹھا کے جو سب نے یہاں وہاں
چشمِ خیال میں تھا لہو، آگ اور دھواں
خیمے کبھی جدھر تھے اُدھر دیکھتے رہے
کچھ بھی وہاں نہیں تھا مگر دیکھتے رہے

(۹۷)

بانو صدائیں دیتی تھیں اصغرؑ کہاں ہو تم؟
لیلیٰ پکارتی تھیں کہ اکبرؑ کہاں ہو تم؟
کلثومؑ کہہ رہی تھیں ، برادر کہاں ہو تم؟
عباسؑ جانِ ساقئ کوثر ، کہاں ہو تم؟
زینبؑ نہ ڈھونڈھتی تھیں کسی نورِ عین کو
ان کی نگاہیں ڈھونڈھ رہی تھیں حسینؑ کو

(۹۸)

چونکے جو اب تصورِ ماضی سے نوحہ گر
آئیں نظر شہیدوں کی قبریں ادھر ادھر
زینبؑ گرا کے خود کو مزارِ حسینؑ پر
کرنے لگیں یہ نوحہ تڑپ کر بچشمِ تر
قیدِ ستم سے چھٹ کے یہ غم خوار آئی ہے
بھیا ، اٹھو کہ زینبؑ ناچار آئی ہے

(۹۹)

کنجِ لحد میں چین سے سوتے ہو کیا ، اٹھو
تم پر جو بعد قتل کے گذری ہے وہ کہو
ہم پر بھی جو قیامتیں ٹوٹی ہیں وہ سنو
سب غم نصیب آئے ہیں ملنے ، اٹھو ، ملو
فرقت کے ایک سال جو صدمے اٹھائے ہیں
سب اشتیاقِ دید میں ملنے کو آئے ہیں

(۱۰۰)

بھیا ، تمہارے بعد وہ ہم پر ستم ہوئے
اہلِ جفا نے لوٹ کے خیمے جلا دیئے
سر سے ردائیں چھین لیں افواج شام نے
بے پردہ ہم کو کوچہ و بازار لے گئے
ہو کر اسیر شام کے دربار میں گئیں
بہنیں تمہاری مجلسِ میخوار میں گئیں

(۱۰۱)

چہرے ہم اپنے بالوں سے اپنے چھپائے تھے
اور مجرموں کی طرح وہاں تھے کھڑے ہوئے
رکھا تھا سر جو آپ کا ظالم کے سامنے
مس کرتا تھا چھڑی لب و دنداں سے آپ کے
چھینکی شراب آپ کے سر پر پلید نے
کیا کیا ہمیں ذلیل کیا ہے یزید نے

(۱۰۲)

بھیا، سب آئے چھوٹ کے قیدِ یزید سے
کلثومؑ اور ربابؑ ہوئیں یا کہ ہم ہوئے
لیکن تمہاری ایک امانت نہ لا سکے
ہم چھوڑ آئے شام کے زندان میں اسے
صدمے اٹھا سکی نہ دلاری وہ باپ کی
بھیا ، سکینہؑ مرگئی فرقت میں آپ کی

(۱۰۳)

زینبؑ کے بین سن کے قیامت ہوئی بپا
ہلنے لگا مزارِ شہنشاہِ کربلا
زین العبا نے بڑھ کے پھوپھی سے یہ اب کہا
بس اب نہ بین کیجئے بابا کا واسطہ
یہ حشر ہو نہ آہِ دلِ بے قرار سے
زہراؑ تڑپ کے خود نکل آئیں مزار سے

(۱۰۴)

ہے تو بہت طویل الم کی یہ داستاں
بس مختصر یہ ہے کہ ٹھہر کر ذرا یہاں
پہنچا مدینۂ نبوی پھر یہ کارواں
مدت تک اک قیامتِ کبریٰ رہی جہاں
سجادؑ زار دہر میں اس ابتلا کے بعد
پینتیس سال زندہ رہے کربلا کے بعد

(۱۰۵)

ساؔحر، ہوا جو دہر سے رخصت یہ بے نوا
باقرؑ نے وقت غسل تڑپ کر یہ دی صدا
پینتیس سال پہلے جو ان پر ہوئی جفا
اب تک نشان پشت پر اس کے ہیں جا بجا
نانا کو زخم زخم بدن اب دکھائیں گے
دروں کے نیل لے کے یہ جنت میں جائیں گے

(ماخوذ از مجموعہ مراثی، ''احساس غم''، صفحہ نمبر ۹۳ تا ۱۲۸ ر)

نوحہ

سیدہ امۃ الاطہار بیگم اطہارؔ اجتہادی

آج ماتم تمام ہوتا ہے — ہم سے رخصت امامؑ ہوتا ہے
دل میں آتا ہے جب خیالِ حسینؑ — غم کا اک اژدہام ہوتا ہے
بے کفن تا بہ اربعیں جو رہا — دفن وہ تشنہ کام ہوتا ہے
رونے آتی ہیں خلد سے زہراؑ — جہاں ذکر امامؑ ہوتا ہے
لاش سرورؑ سے کہتے تھے سجادؑ — آج رخصت غلام ہوتا ہے
ہوتا ہے شق کلیجہ اے اطہارؔ — اربعیں اب تمام ہوتا ہے

❁❁❁

نوحہ در حال حضرت زینبؑ

محترمہ صابرہ بیگم فاخرہؔ اجتہادی

جب ہو کے رہا قید سے گھر جائے گی زینبؑ گھبرائے گی زینبؑ
آغوش کے پالوں کو کہاں پائے گی زینبؑ گھبرائے گی زینبؑ
مقتل میں جو بھائی کے لئے آئے گی زینبؑ گھبرائے گی زینبؑ
دیکھے گی جو میت تو تڑپ جائے گی زینبؑ گھبرائے گی زینبؑ
بے بھائی کے ویراں نظر آئے گا مدینہ، ہوگا یہ قرینہ
خود تڑپے گی صغراؑ کو بھی تڑپائے گی زینبؑ گھبرائے گی زینبؑ
چھا جائے گی روضے پہ محمدؐ کے اُداسی، روئے گی نواسی
اشکوں میں لہو قلب کا برسائے گی زینبؑ گھبرائے گی زینبؑ
بے چینیاں بڑھ جائیں گی ہو جائے گی مضطر، یاد آئیں گے اصغرؑ
پانی کہیں تھوڑا سا اگر پائے گی زینبؑ گھبرائے گی زینبؑ
مل مل کے گلے روئے گی ہر بار جو صغراؑ، یہ زخم ہے کیسا
بازو کے نشاں لے کے جو گھر جائے گی زینبؑ گھبرائے گی زینبؑ
برچھی لگی سینے پہ پڑا تیر گلے پر، برباد ہوا گھر
اب اکبرؑ و اصغرؑ کو کہاں پائے گی زینبؑ گھبرائے گی زینبؑ
کیا دل پہ گذر جائے گی خود اپنے مکاں میں، اور آہ و فغاں میں
سنسان جو بیٹوں کی جگہ پائے گی زینبؑ گھبرائے گی زینبؑ
ویراں نظر آئے گا مکاں کا ہر اک حجرہ، شق ہوگا کلیجہ
اکبرؑ سے بھتیجے کو کہاں پائے گی زینبؑ گھبرائے گی زینبؑ
کس طرح سے یہ جائے وطن بیکس و مضطر، یہ داغ ہے دل پر
ماں جائے کی تربت کو کہاں پائے گی زینبؑ گھبرائے گی زینبؑ
سب مر گئے کوئی نہ رہا پوچھنے والا، یہ لب پہ ہے نالہ
رسی کے نشاں کس کو یہ دکھلائے گی زینبؑ گھبرائے گی زینبؑ
اے فاخرہؔ جب اپنے وطن جائے گی خواہر، دل ہوئے گا مضطر
مظلوم برادر کو کہاں پائے گی زینبؑ گھبرائے گی زینبؑ

❁❁❁